ایک نام نہاد مفتی صاحب نے میری کتابوں پر جو اعتراضات کئے
اور مجھ پر جھوٹے الزامات عائد کئے اس مختصر رسالے میں ان
کی نقاب کشائی کی گئی ہے اس کا نام ہے

کچھ اور
الزامات کی تردید

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

اسلامی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ اور الزامات کی تردید

المرتب

(مولانا) تطہیر احمد رضوی

ناشر

اسلامی کتب خانہ، دھونرہ، بریلی شریف

ISLAMI KUTUB KHANA

DHOUNRA,BAREILLY.UP. 243202

بسم الله الرحمن الرحیم

﴿ لله الامر من قبل ومن بعد وله الحمد فی اولی والآخره والصلاة والسلام علی سید الانصار والمهاجرة علیه واله وصحبه اجمعین ﴾

کچھ لوگ میری تصنیفات میں آگے پیچھے کی عبارتوں کو حذف اور کتر بیونت کرکے بیچ کے کچھ ٹکڑے لیکر اپنی طرف سے انکے غلط مفہوم پیش کرکے قوم کو میری طرف سے گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں۔ کبھی جو میں نے کہیں نہیں لکھا ہے اسکو میری طرف سے گڑھ کر قوم کے سامنے لارہے ہیں۔ لہٰذا عوام وخواص مسلمانان اہلسنت سے میری گزارش ہے کہ میرے خلاف کوئی بات سن کر پروپگنڈہ پر نہ جائیں بلکہ میری کتابوں کو خود پڑھنے کے بعد ہی کوئی رائے قائم کریں۔

اس سے پہلے بھی انہوں نے **"الصواعق القادریه علی المتاهات التطهیریة"** کے نام سے ایک مضمون میرے خلاف شائع کیا تھا اس کے جواب میں ایک زبردست کتاب **"تطهیر الاعتقاد"** حضرت مولانا مفتی اشتیاق القادری صاحب قبلہ جوکھنپوری نے تصنیف فرمائی جو ابھی تک لاجواب ہے اور آئندہ بھی لاجواب رہے گی۔

میں نے بھی اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے **"الزامات کی تردید"** کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا اس کا بھی یہ کوئی قابل التفات جواب نہ دے سکے صرف ایک گالی نامہ لکھ کر شائع کردیا گیا جسکے جواب کے لئے کسی گلیر کی ضرورت تھی مگر میرے پاس ایسے لوگ نہیں ہے۔

والحمدا لله رب العالمین ۔ المؤمن لا یکونُ فحٰشا (مومن بدزبان نہیں ہوتا)۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم تک جب معاملہ پہونچا تو اہلسنت کو اس نئے اختلاف وانتشار سے بچانے کے لئے غیر جانب دارانہ رویہ اپنائے ہوئے فریقین کو طلب فرمایا، حضرت مولانا مفتی محمد افضال صاحب کے ذریعہ حضرت کا حکم مجھ کو موصول ہوا، غالباً ۳۰ نومبر ۲۰۱۵ء کی تاریخ تھی میں بعد نماز مغرب در دولت پر حاضر ہو گیا لیکن "**الصواعق القادریه علی المتاهات التطهيرية**" والے نہ آئے اور "**یجعلون اصابعهم فی اذانهم من الصواعق حذرالموت**" کی آیت کا مصداق بنے اور اسی کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے سو گئے۔ کاش یہ آجاتے اور جس طرح میں نے حضرت کا ہر حکم سر آنکھوں پر لیا یہ بھی تسلیم کرتے تو بات آگے نہ بڑھتی۔ لیکن اب سننے کو یہ مل رہا ہے کہ انہوں نے حضرت کو بھی فیصل ماننے سے انکار کر دیا ہے بلکہ انکی شان میں بھی نازیبا کلمات استعمال کر رہے ہیں اور نہایت جری اور بے باک ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی علماء سے حضرت کا فروعی مسائل میں اختلاف ہوا ہے لیکن اتنی بے باکی اور بدزبانی کرنے کی ہمت کوئی نہ کر سکا بلکہ ادب ملحوظ رکھا گیا۔

حضرت تاج الشریعہ کو ان لوگوں نے نشانہ بنانا شروع کیا ہے اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ حضرت ہمارے اشارے پر چلیں اور ہم لوگ جس پر جو حکم لگائیں حضرت بھی اس پر مہر ثبت کرتے چلے جائیں اور انکے یہاں کفر سے نیچے کوئی حکم نہیں ہے۔ اچھے بھلے پکے سنی مسلمانوں کو، بلکہ عمر بھر بد مذہبوں کا ردو ابطال، ان سے مناظرے اور مقابلے کرنے والوں کو بد مذہب، بددین وصلح کلی کہہ دینا انکی عام بول چال ہے۔ حضور تاج

الشریعہ اعتدال پسند شخصیت ہیں جو ایک ذمہ دار عالم اور مفتی کی شان ہونی چاہئے۔ وہ ان لوگوں کی ہاں میں ہاں کیسے ملا سکتے ہیں جو انتہا درجہ کے غالی، حدود الٰہیہ کو پھلانگنے والے ہیں۔ اور اب تو ان کے حالات کچھ ایسے ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ ان کی تخریب کاریوں کے پیش نظر انہیں اہل سنت والجماعت کی مخالف سرگرمیوں اور پالیسیوں کا فائدہ پہونچانے والا کہا جائے تو شاید یہ غلط نہ ہو۔ کیوں کہ ان کی تحریروں اور تقریروں سے مسلسل سنیّت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ اہل سنت کے خلاف دوسرے باطل فرقوں کی تردید اسٹیجوں سے ایسی چیخ پکار، فحش کلامی، مغلظات بازاری الفاظ سے کرتے ہیں کہ اس کا نفع انہیں کو پہنچتا ہے۔ اور انہیں چونکہ عوام سنی عالم سمجھتی ہے تو ان کی گندی زبان سنیت اور اس کے علماء کا تعارف بن جاتی ہے اور کسی بھی قوم کے غالی، اجڈ، جوشیلے، جذباتی، جھگڑالو لوگ اسی قوم کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

میں نے اپنی کتابوں میں کچھ نیا نہیں لکھا ہے اکابرِ علماء اہل سنت خاص کر امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ الرضوان نے جو کچھ تحریر فرمایا اسی کو آسان زبان عام فہم لب ولہجہ میں عوامی سطح پر لانے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے اکابر نے صرف باطل فرقوں کا رد ہی نہیں کیا بلکہ سنیوں میں جو غلو ہے اس کی بھی نشان دہی فرمائی ہے۔ اپنے اپنے پیروں کی محبت میں لوگ حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ خدا اور رسول کے فرامین تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ درگاہوں مزاروں پر آجکل کچھ وہ کام ہو رہے ہیں جو علماء اہل سنت کے فتاویٰ کی روشنی میں جائز نہیں ہیں۔ انہیں پیار محبت سے سمجھانا بھی اہل علم کی ذمہ داری ہے تاکہ اسلام وسنیت

کا صحیح چہرہ عوام کے سامنے آسکے۔ اور مخالفین کو بہکانے کا موقع نہ ملے اور جو سچائی ہے قوم کے سامنے آئے۔ خلاصہ یہ کہ بد مذہبوں کا رد بھی ضروری ہے اور سنی عوام پر لگام کسنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ اسلام وسنیت کے نام پر ڈھول باجے بجائیں گے اور تماشے کریں گے۔ میں نے علماء اہل سنت کی ان باتوں کو اللہ کی توفیق سے عوامی زبان میں تحریر کردیا تو ان لوگوں کی دکانوں پر فرق پڑنے لگا اور وہ میرے مخالف ہوگئے جو سنیت کے نام پر ڈھول باجے اور تماشوں کو فروغ دے رہے تھے۔ اور بدعت اور خرافات، غیر شرعی رسوم ورواج کو بڑھاوادے رہے تھے۔

عوام میں ایسے لوگ بھی کافی ہیں جنہوں نے اسلام وسنیت کی ضروری باتوں کو چھوڑ کر غیر ضروری یا کم ضروری باتوں کو ہی اپنے عمل وکردار سے ضروری سمجھ لیا ہے۔ ان کی بھی میں نے اصلاح کی کوشش کی ہے۔

ابھی جلد ہی ان لوگوں نے میری جن عبارتوں کی بنیاد پر طوفان مچا رکھا ہے ان میں میری کتاب ''درمیانی امت'' کی عبارت ہے۔ یہ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو ''بے بس'' لکھ دیا۔ یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ کہ میں نے حضور کو معاذ اللہ بے بس لکھا ہے۔

میں نے اس کتاب کے صفحہ ۸۶ پر وہابی مولوی شاہ اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی عبارت کا رد کیا ہے۔ جس میں اس نے اللہ کے سب محبوب بندوں کو ''بے بس'' لکھ کر سب کو بے بسی میں برابر لکھ مارا۔

وہابی مولوی کی عبارت کا رد کرتے ہوئے میں نے لکھا ہے:۔

''اور یہ دیکھئے قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا۔

''میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں۔ تو وہ زندہ پرند ہو جاتی ہے۔ اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے۔ اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (پارہ ۳ ع ۱۳ سورہ آل عمران۔ آیت ۴۹)

قرآن کی آیت کریمہ کا یہ مفہوم لکھ کر میں نے یہ تبصرہ کیا ہے:۔

''تو جو لوگ اللہ کے حکم سے پھونک مار کر جان ڈال دیں، مردے زندہ کریں، کوڑھی اور مادرزاد اندھوں کو ٹھیک کریں انکے لئے بے بسی و مجبور کا لفظ بولنا قرآن والوں کی بولیاں نہیں ہیں''۔

تو حیرت ہے کہ میں نے تو انبیاء اور اولیاء کو بے بس کہنے والوں کا قرآن کی آیت لکھ کر رد کیا ہے اور یہ لوگ مجھ کو ہی انہیں بے بس کہنے والوں میں شمار کر رہے ہیں۔ آگے میں نے جو عبارت لکھی وہ یوں ہے:۔

''میں کہتا ہوں کہ اس میں تو کوئی شک نہیں اور واقعی اللہ کا کوئی شریک نہیں چھوٹے ہوں یا بڑے سب اسکے بندے اور اسکی مخلوق ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ کے سامنے سب بے بس ہیں''۔

پھر آگے میں نے وہابیوں سے سوال کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:۔

''لیکن بے بسی میں سب برابر ہیں یہ کہاں سے کہہ دیا یہی وہابیت ہے بڑے چھوٹے کا فرق مٹانا، انبیاء و اولیاء کو عام لوگوں کی صف میں کھڑا کر دینا، گمراہی نہیں تو اور کیا ہے''۔

دیکھئے میں بدمذہبوں کا رد کر رہا ہوں اور یہ ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑے ہیں۔

انہیں کیا سمجھا جائے؟" آگے میں نے وہابیوں کی اس بےبسی میں سب کو برابر کہنے پر انکے رد میں بخاری شریف کی ایک حدیث بھی لکھی ہے ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھا جائیں تو اللہ تعالیٰ انکی بات کو پورا فرماتا ہے"۔

(صحیح بخاری ۱/۳۹۴، کتاب التفسیر صحیح مسلم ۲/۳۲۹ فضل جہاد، ترمذی ۲/۲۲۶ باب مناقب براء ابنِ مالک، مشکوٰۃ ۵۷۹)

یہ حدیث لکھ کر انکو لتاڑتے ہوئے میں نے آگے قلم بند کیا ہے:۔

"بولو وہابی صاحبو! یہ کون ہیں کہ از روئے حدیث خدائے تعالیٰ انکے منہ کی نکلی پوری فرماتا ہے اور آپ کے بڑے مولانا لکھ رہے ہیں کہ بےبسی میں سب برابر ہیں۔"

دراصل میری آسان، عام فہم انداز میں یہ تحریریں دل میں اتر جاتی ہیں اور کتنے مذبذب انہیں پڑھکر متصلب سنی ہو گئے۔ یہی تو کھل رہا ہے۔

اور اس پوری عبارت میں حضور پاک ﷺ کا تو ذکر ہی نہیں نہ آپ کا نام اور بھائی لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور کو بےبس لکھ دیا۔ ہاں انبیاء و اولیاء کا ذکر ہے۔ بے شک حضور بھی نبی ہیں بلکہ سید الانبیاء ہیں لیکن آپ کو کیا حق ہے کہ کسی نے جو نہ لکھا ہے وہ آپ اسکے حوالے سے بتاتے پھریں، عبارتوں میں تحریف کرنے کا حق آپکو کس نے دیا ہے؟ اگر میں کہہ دوں اس میں میری مراد حضور پاک ﷺ نہیں ہیں تو آپ ثابت نہیں کر سکیں گے کہ یہاں حضور کے لیے کہا گیا ہے۔ فنون کی کتابوں میں کیا استثنائے عقلی کا بیان نہیں پڑھا ہے؟ قرآن کریم کی آیت "**یَا بَنِی اِسرائِیلَ اذکُرُو نِعمَتِیَ الَّتِی اَنعَمتُ عَلَیکُم وَ اَنِّی فَضَّلتُکُم عَلَی العَالَمِین۔**"

"اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر میں نے کیں اور یہ کہ میں نے تم کو

سارے جہانوں پر فضیلت دی۔''

تو کیا اس میں اُمتِ محمدی علی صاحبہا وعلیہا الصلاۃ والسلام شامل ہے۔اور بتائیے یہ جو حضور سیّد الانبیاء امام الانبیاء کہا جاتا ہے تو کیا اس الانبیاء میں حضور شامل ہیں۔

اور انبیاء واولیاء کو بھی میں نے بے بس کہاں لکھا، کسی کو مطلقاً بے بس کہنے اور اللہ کے سامنے اسکے مقابلہ میں بے بس کہنے میں زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہے، خالی بے بس کہنا اور اللہ کے سامنے بے بس کہنا، کیا ایک ہی جیسا ہے؟ جواب دو تم اور تمہاری پیلی بھیتی ٹولی۔

اور سامنے کا لفظ مقابلے کے مفہوم کو بھی شامل ہوتا ہے یعنی اللہ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔تو اس جملے میں کون سی خرابی ہے۔

اور میری عبارت میں تو حضور کا نام بھی نہیں ،لیکن امام اہل سنت اعلی حضرت نے خاص حضور کو اللہ کا بندہ اور اس کا محتاج لکھا ہے۔ملا حظہ فرمائیں:۔

سیدی اعلیٰ حضرت حضور ﷺ کے فضائل وکمالات بیان فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

''بایں ہمہ خدا کے بندے محتاج ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ جدید۔۲۹/۳۴۹)

یعنی بے شمار فضائل وکمالات کے باوجود حضور پاک ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے محتاج ہیں۔

یہیں تھوڑا آگے لکھتے ہیں:۔

''مگر دائرہ افتقار (بندگی و محتاجی) سے قدم آگے نہ بڑھا۔''

یعنی سب کچھ ہو کر بھی اللہ کے بندے اور اسکے حاجت مند رہے۔

یہیں تھوڑا اور آگے سیدی اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔

"(حضور) نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثنا ہے اسے پورا پورا بجا نہ لا سکے۔

نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر موجب شکر دیگر۔"

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر جو احسانات و انعامات ہیں ان کا پورا شکر کوئی ادا نہیں کرسکتا یہاں تک کہ حضور بھی پورا شکر ادا نہ کر سکے۔ اور کبھی ادا کر بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ بندے کا شکر کرنا بھی اللہ کی نعمت ہے۔یعنی شکر بھی اللہ کراتا ہے، اُسی نے زبان دی اور اسی نے توفیق، تو جتنا شکر کرتا جائے گا اتنے ہی احسانات و انعامات بڑھتے جائیں گے۔

تو محتاج کا لفظ اچھا نہیں خاص کر انبیاء و اولیاء کی بارگاہ میں بے ادبی و گستاخی ہے۔ لیکن کسی کو اللہ تعالیٰ کا محتاج کہنا ہرگز گستاخی و بے ادبی نہیں، یہاں تک کہ محبوب پروردگار، مختار کل کائنات حضور سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی، ورنہ سرکار اعلیٰ حضرت حضور کو اللہ کا محتاج لکھنے کی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ان سے بڑا با ادب کون ہوگا۔

یونہی بے بسی کا لفظ یقیناً معیوب و مقبوح ہے۔لیکن اللہ کے سامنے اسی کے مقابل میں کسی کو بے بس کہنا ہرگز بے ادبی و گستاخی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں آپ کے نزدیک ان دونوں عبارتوں میں کوئی فرق ہے کہ نہیں؟

ا۔انبیاء واولیا محتاج و بے بس ہیں۔

۲۔انبیاء واولیاء اللہ کے محتاج اور اس کے سامنے بے بس ہیں۔

میں سمجھتا ہوں محتاج کا لفظ عرف میں بے بس سے زیادہ نا مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ کسی کو محتاج کہا جائے تو شاید اس کو زیادہ تکلیف ہوگی، بے بس کہنے سے۔ تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے جب حضور کو اللہ تعالیٰ کا محتاج کہہ دیا تو میں نے انبیاء و اولیاء کو اللہ کے سامنے بے بس لکھ دیا تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟

اور صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

وہ بے پروہ ہے کسی کا محتاج نہیں تمام جہان اس کا محتاج۔ (بہار شریعت۔۱/۳)

بتائیے تمام جہان سے عقلاً یا شرعاً کسی کا استثنا ہے ؟ اگر ہے تو کس کس کا؟ اور اس کا ثبوت کیا ہے؟ اور فرماتے ہیں:۔

''وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے۔ کسی کو اس پر قابو نہیں۔ اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا''۔ (بہارے شریعت ۱/۲۲)

اور ہاں بتائیے کہ قرآن کریم **سورۂ مائدہ** کی اس آیت ۱۷ کا کیا مطلب ہے؟

میں امام اہل سنت کا ترجمہ نقل کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:۔

''بیشک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ تم فرمادو پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح ابن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمیں والوں کو۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی جو چاہے۔ پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے سامنے حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح اور ان کی

ماں سیدہ مریم کی بے بسی کا اظہار اور اعلان فرمایا کہ نہیں؟

اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کا اظہار تو اسلام میں ہر ضروری سے زیادہ ضروری ہے۔ اور اسی کو سکھانے کے لئے تو اس نے اپنے محبوب بندوں حضرات انبیاء کرام اور اولیائے عظام کو بھیجا ہے۔

اور یہ دیکھئے کہ قرآن کریم میں خاص اپنے محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے:۔

ترجمہ سیدی اعلیٰ حضرت ہی کا ہے ملاحظہ فرمائیں:۔

''اور وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے۔ پھر ان کی رگِ دل کاٹ دیتے۔ پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔ اور بیشک یہ قرآن ڈر والوں کے لئے نصیحت ہے۔'' (**سورہ الحاقہ**۔آیت۔۴۴/۴۵/۴۶/۴۷/۴۸)

اور دیکھئے قرآنِ کریم سورہ بنی اسرائیل۔ (آیت ۸۶/۸۷)

''اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی ہے۔ اس کو لے جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لئے ہمارے حضور اس کی وکالت کرتا۔ مگر تمہارے رب کی رحمت ہے بیشک تم پر اس کا بڑا فضل ہے۔''

اور یہ دیکھئے سورہ بقرہ۔ (آیت ۵۵)

''وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے۔ بے اس کے حکم کے۔''

اور ملاحظہ فرمائیں قرآن کریم میں ہے اللہ فرماتا ہے:۔

''آسمان اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔''

(سورۂ مریم آیت۔۹۳)

شاید کوئی کہے کہ ایسی آیتیں تو بد مذہب لوگ پیش کرتے ہیں، میں کہتا ہوں کیا معاذ اللہ! قرآن میں بٹوارا ہو گیا ہے کہ کچھ آیتیں ان کے حصہ میں چلی گئیں اور کچھ ہمارے۔

حق یہ ہے کہ سارا قرآن ہم اہل سنت کا ہے۔ اور ہر آیت پر ہمارا ایمان ہے خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت وعظمت ووحدت والی ہو یا اسکے محبوب بندوں کی شان ورفعت والی۔ بد مذہبوں کی نیت شان گھٹانے کی ہوتی ہے اور ہماری نیت اللہ کی عطا کردہ شان بتانے کی، اور یہ کہ جو کچھ ہے سب اس کا دیا ہوا ہے۔ اس سے مقابلے کے لئے نہیں۔

حدیثِ پاک میں ہے رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:۔

''تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل ہرگز نجات نہیں دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ لیکن تم نیک اعمال کی کوشش جاری رکھو۔'' (صحیح مسلم۔۳۷۶/۲)

ایک بار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے کسی نے پوچھا:۔

یارسول اللہ! یاولی اللہ! کہنا جائز ہے کہ نہیں؟ پیغمبروں اور ولیوں سے مدد چاہنا یا علی مشکل کشا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

تو جواب میں فرمایا:۔

''جائز ہے جبکہ انہیں بندۂ خدا یا اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے۔ اور انہیں باذن الٰہی ''فالمدبّرات امراً'' سے جانے اور اعتماد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیئے بغیر کوئی ایک حبّہ (دانا) نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں

بلا سکتا۔ (احکامِ شریعت۔۱/۱۵)

اعلیٰ حضرت کی ایک تحریر وفتویٰ جو میں پہلے بھی نقل کر چکا ہوں ایک بار پھر ملاحظہ کر لیجئے:۔

کسی نے سوال کیا ایک صاحب فرماتے ہیں رسولِ خدا، خدا کے بندے نہیں؟

اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا:۔

''جو یہ کہے کہ رسولِ خدا، خدا کے بندے نہیں وہ قطعاً کافر ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ۔۱۴/۳۵۷)

تو جس نے خدا کے محبوب کو بندہ کہنے سے انکار کیا تو اس کو اعلیٰ حضرت قطعاً کافر لکھ چکے۔اب جو خدا کے سامنے بھی انبیاء واولیاء کے بے بس ہونے کا صرف انکار ہی نہ کریں بلکہ اس کو گستاخی قرار دیں ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہونا چاہیئے؟ میں خود کچھ نہ کہہ کر اس فیصلے کو مفتیانِ اہل سنت کے سپرد کرتا ہوں۔

رہا اعلیٰ حضرت کا یہ شعر:۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

تو اس سے کس کو انکار ہے کہ حضور ﷺ ساری کائنات کے مالک ومختار ہیں۔لیکن یہ حکومت واختیار، بادشاہت واقتدار خدائے پاک کا عطا فرمایا ہوا ہی ہے۔نا کہ معاذ اللہ! اللہ سے مقابلہ کے لئے ہے۔یہی اعلیٰ حضرت ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

''سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج۔'' (فتاویٰ رضویہ جدید۔۲۹/۳۴۸)

اللہ تعالیٰ کے لئے فرماتے ہیں:۔

''ملک (بادشاہ) مگر بے وزیر والی مگر بے مشیر۔'' (فتاویٰ رضویہ۔۲۹،۳۴۰)

اور فرماتے ہیں:۔

''سب عزتیں اس کے حضور پست سب ہستیاں اس کے آگے نیست۔''

اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت مولانا خلیل احمد خان صاحب مارہروی فرماتے ہیں:۔

''فرشتے ہوں یا جن یا کوئی اور مخلوق کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں۔سب اُس کے فضل کے محتاج ہیں۔اور زبان وحال وقال سے اپنی پستیوں،اپنی احتیاجوں کے معترف اور اس کے حضور سائل،اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے۔اور ساری مخلوق چاہیں وہ زمینی ہو یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جدید۔۲۹/۳۴۳)

یعنی اس کا ایسا کوئی وزیر و مُشیر نہیں کہ اُسے جس کے مشورے یا مدد کی ضرورت ہو۔ہاں اپنے کرم سے جس کو جتنا چاہے نوازے،یہاں تک کہ محبوب بنالے،مالک ومختار بنادے۔

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

اور حضور اللہ کے محبوب ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسے انسانوں میں ایک دوسرے کے محبوب ہوتے ہیں۔آپ محبوب بھی ہیں اور مخلوق بھی۔یعنی اس محبوبیت کے لائق کمالات وخوبیاں اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو پیدا فرما کر عطا فرمائیں اور پھر خود ہی ان کو پسند فرمایا اور

حبیب بنا کر ساری کائنات کا مختار بنا دیا۔

اور بتایئے اعلیٰ حضرت کے اس شعر کا مطلب کیا ہے؟

ملکِ خاصِ کبریا ہو ☆ مالک ہر دوسرا ہو

تو حضور کو اللہ تعالیٰ کی ملک کہنا بھی کیا توہین ہے۔اور کیا مخلوق اپنے مالک کے سامنے اور مقابلے میں بے بس نہیں۔مملوکیت کے معنی ہی بے بسی ہے۔

اب رہا میری اس عبارت کو شاہ اسماعیل دہلوی کی اس تقویۃ الایمانی عبارت کے مماثل ٹھہرانا، جس میں اس نے لکھا ہے:۔

''ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''

تو یہ چمار اور ذلیل کے الفاظ یقیناً توہین اور گستاخی کے معنی کو شامل ہیں۔اور اللہ کے مقابل میں کسی کو بے بس کہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔اللہ کے مقابلے میں بے بس بندے کی توہین نہیں بلکہ اظہارِ بندگی ہے۔

آجکل ہمارے ملک میں کسی کو چمار کہنا قانوناً جرم ہے اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہنے میں اور بھی زیادہ ہتک حرمت ہے۔لیکن اگر کسی کارندے کرمچاری سپاہی وغیرہ کو یہ کہہ دیا جائے کہ وہ ڈی۔ایم، ایس۔پی، آئی۔جی اور ڈی۔آئی۔جی کے سامنے بے بس ہے تو وہ اس میں اپنی توہین محسوس نہیں کریگا اور نہ ہی کہنے والے پر کوئی دفعہ لاگو ہوگی۔لیکن ذرا چمار اور ذلیل تو کہہ کر دیکھئے۔

اور بتایئے! اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے اپنی کتاب" **الکوکبة الشهابیه فی کفریات ابی الوهابیه**،، میں اسماعیل دہلوی کے ستر (۷۰) کفریات شمار کرائے ہیں۔ایک دوسری کتاب" **سل السیوف الهندیه**،، میں بھی اس کی کفری عبارتوں کی نشاندہی کی ہے۔

تو کیا ان میں یہ عبارت ہے جس پر میں نے تنقید کی ہے؟ تو کیا معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ سے یہ گستاخی چھپی رہ گئی؟ ورنہ بتایئے اعلیٰ حضرت نے کفریات میں اس کا ذکر کیوں نہ کیا؟ جب کہ ناکارہ، چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل، مرکر مٹی میں مل گئے وغیرہ الفاظ کو انبیاء و اولیاء کی شان میں بولنے کو کفریات میں شمار فرمایا لیکن ''بے بس،، کو نہیں۔آخر ایسا کیوں؟

ابھی تقریباً دو سال قبل اسی پیلی بھیتی ٹولے کے ایک لکھنوی صاحب نے میری عبارت لکھ کر بقیۃ السلف جلالۃ العلم حضرت مولانا مفتی عاشق الرحمٰن حبیبی مفتی اعظم الہ آباد سے فتویٰ حاصل کیا تھا۔

انہوں نے اپنے منصب کا حق ادا کرتے ہوئے اصل کتاب منگا کر پڑھی اور پھر میری پوری عبارت تحریر فرما کر جواب میں جو لکھا اسے یہ چھپائے ہوئے ہیں۔وہ فرماتے ہیں۔

''شخص مذکور کے اس قول کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں جس امر کا واقع ہونا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی قضائے مبرم حقیقی کے طور پر مقدر ہے اسے واقع ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔،، کیا یہ بے بسی نہیں ہے؟

حضرت علامہ صاحب کے اس فتوی کی نقل فوٹو کاپی میرے پاس محفوظ ہے۔اور تمہارے ایک کانپوری حلقہ بگوش نے موبائل پر شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا

خاں صاحب قبلہ سے گفتگو کرتے ہوئے اسے شانِ رسالت میں گستاخی اور گالی قرار دیا ہے۔
اب لگاؤ علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی جیسے جید سنی عالم پر شان رسالت میں گستاخی کی طرفداری کا حکم۔ مگر تم سے یہ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ تم اب ہندوستان میں چھوڑ ہی کس کو رہے ہو۔ سوائے چند اپنے حلقہ بگوشوں کے۔

اس گفتگو میں شہزادۂ تاج الشریعہ کی زبان سے یہ بھی خوب واضح ہو گیا ہے کہ حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم قدسیہ نے بھی یہ صاف کر دیا ہے کہ ''یہ گستاخی نہیں ہے۔''

میری یہ کتاب دس بارہ سال سے شائع ہو رہی ہے کافی اہل علم کی نگاہوں سے بھی گذر چکی ہے۔ اگر کوئی نقص ہوتا تو وہ حضرات نشاندہی فرماتے جو شرعی حکم ہوتا میں اسے قبول کرتا اور اب بھی ذمہ دار علماء کا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں لیکن جو عاشقانِ رسول کو گستاخِ رسول کہہ رہے ہیں۔ اور جس عبارت میں تاج الشریعہ و جملہ علمائے اہل سنت میں سے کسی کو گستاخی نظر نہ آئی اور انہیں نظر آ گئی۔ آخر ان سنیوں کو گستاخِ رسول کہنے والوں کی سزا کیا ہے؟

اب اس عنوان کو یہیں پر ختم کرتے ہوئے اتنا اور بتا دوں کہ اس قسم کے جملے'' کہ حضرات انبیاء اولیاء اللہ کے محتاج ہیں یا اس کے سامنے بے بس ہیں ان کو بے ضرورت بار بار دہرانا ان کی رٹ لگانا سہی نہیں ہے۔ باادب لوگوں کا طریقہ نہیں۔

جہاں جب ضرورت ہو وہیں ذکر کیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے جہاں حضور کو اللہ کا محتاج لکھا ہے وہ عقائد کے بیان میں ہے۔ اور عقائد کے بیان میں جو

رسائل لکھے جاتے ہیں وہاں سبھی عقیدے ذکر کرنا ضروری ہے۔

اور میں نے جو انبیاء اولیاء کو اللہ کے سامنے بے بس لکھا۔ تو یہاں بد مذہبوں کا رد کرتے ہوئے اپنے عقیدے کا اظہار کیا تھا کہ اتنا ہم بھی مانتے ہیں کہ اللہ کے سامنے سب بے بس ہیں لیکن بے بسی میں سب کو برابر نہیں کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہابیت ہے۔ بر بنائے ضرورت یا عندالسوال ذکر الگ چیز ہے۔ اور بار بار دہرانا رٹ لگانا الگ۔

یہ میں نے اپنی کتاب ''درمیانی امت'' کی ایک عبارت پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیا۔ اب ''ذکر خدا اور امام احمد رضا'' پر جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان کی بھی حقیقت کیا ہے۔ دو عبارتوں پر طوفان کھڑا کیا جا رہا ہے۔ ایک صفحہ ۹۴ ر کی یہ عبارت ہے۔

''آج کل خانقاہوں اور درگاہوں میں بظاہر وہ دیکھنے کو مل رہا ہے کہ جو کچھ ان کے پوجا استھلوں مندروں اور گرودواروں میں ہوتا ہے۔''

میں نے جہاں یہ عبارت لکھی ہے اس سے پہلے فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ رضویہ کے حوالے دے کر اور ان کی عبارتیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ علماء اہل سنت نے مزاروں کو سجدے کرنے کو حرام لکھا ہے۔ جبکہ صرف ''تعظیماً'' ہوں۔ اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو شرک و کفر ہے۔ مزارات کو چھونے اور چومنے کی بھی اجازت نہیں دی۔ اس سے بھی منع کیا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود شاید ہی کوئی ایسا مزار ہوگا جہاں رات دن چوما چاٹی اور سجدے نہ ہوتے ہوں۔ اور شاید ہی کچھ لوگ ایسے ہوں جو وہاں سے صرف فاتحہ پڑھ کر بغیر چھوئے اور چومے لوٹ آتے ہوں۔ ورنہ جس کو دیکھو ماتھا ٹیکے ہوئے ہے یا چوما چاٹی میں لگا ہوا ہے۔ عوام کی علماء اہل

سنت کے فتاویٰ کی اسی مخالفانہ روش کو دیکھ کر اکثر اہل علم کڑھتے ہیں۔ مجھ کو بھی سخت تکلیف ہوتی ہے۔اس درد کو بیان کرتے ہوئے میں نے جو لکھا وہ پوری عبارت یہ ہے۔

''ہاں اگر کوئی صاحبِ علم، وفورِ شوق میں مزار کو بوسہ دے بھی تو عوام کے سامنے ہر گز ایسا نہ کرے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جب سے مزارات کو چھونے چومنے اور سجدے کرنے کا رواج بڑھا ہے۔ تب سے وہاں حاضری دینے والوں میں غیر مسلموں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ کیوں کہ آجکل خانقاہوں، درگاہوں میں انہیں بظاہر وہ دیکھنے کو مل رہا ہے جو کچھ ان کے پوجا استھلوں، مندروں اور گرودواروں میں ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہر گز مزارات کو سجدہ نہ کریں، نہ چومیں نہ بوسہ دیں۔ تاکہ غیر مسلم، مشرک، بت پرست کسی بھی حیثیت سے ہمیں اپنی طرح نہ سمجھ لیں اور مذہب اسلام صورت اور ظاہر میں بھی ہر مذہب سے ہر اعتبار سے الگ تھلگ رہے۔ (ذکر خدا۔ ص ۹۴)

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں ایسا کون سا جملہ ہے جس میں کوئی حکم شرعی عائد کیا جائے، یا لکھنے والے کا بائکاٹ کر دیا جائے۔ اسے جلسوں میں آنے سے روکا جائے۔ میں نے یہ تو نہیں لکھا کہ درگاہیں مندر اور گرودوارے ہیں، یہ لکھا ہے کہ وہاں کے موجودہ حالات دیکھ کر، وہ بھی بظاہر، وہ بھی غیر مسلموں کو وہ نظر آتا ہے جو ان کے یہاں ہوتا ہے۔ کسی مسلمان پر میں نے کون سا فتویٰ ٹھونک دیا ہے۔ اور درگاہوں پر جانے سے منع کر دیا ہے؟ ایسا میں نے کہیں لکھا ہو تو بتاؤ دکھاؤ۔ بات دراصل یہ ہے کہ تم چوما چاٹی اور سجدے کرنے اور ماتھے ٹیکنے کو جائز کہتے گھوم رہے ہو۔ اور ہماری کتاب میں علمائے اہل سنت خاص کر اعلیٰ

حضرت کے اقوال اس سب کی مخالفت میں دیکھ کر تمہاری آنکھیں چوندھیا گئیں۔ اور پالیسیاں فیل ہوگئیں۔ تحریکیں ناکام ہوگئیں۔ سازشیں دم توڑ گئیں۔ دیواریں ڈھے گئیں۔ تم بوکھلا گئے کھل کر اعلیٰ حضرت کے بارے میں تو کچھ نہ کہہ سکے۔ کیوں کہ نام ان کا تم بھی لیتے ہو۔ بلکہ ان کے نام و کام پر پل رہے ہو۔ ہمارے پیچھے پڑ گئے۔ کہ تم نے اعلیٰ حضرت کا یہ کارنامہ آسان زبان میں عوام کے سامنے کیوں اجاگر کر دیا۔

ایک ہی بات بتاتے رہتے کہ اعلیٰ حضرت نے صرف وہابیوں کا رد کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ کیا ہی نہیں ہے۔ انہوں نے سنّیوں پر جو لگام کسی ہے وہ باتیں کسی کو نہ بتاؤ۔ ورنہ ہماری پول کھل جائے گی۔

مزارات کو سجدے کرنا ماتھا ٹیکنا، غیر مسلموں اور مشرکوں کا طریقہ کہہ دیا جائے تب بھی کیا ہوا، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہر سجدہ کرنے والا مشرک اور غیر مسلم ہو۔

ایک حدیث ہے "من ترک الصلوٰۃ فلا دین له"۔

"جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں"۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے بے نمازی کو دین سے خارج فرما دیا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے حضور نے فرمایا:

"بین العبد و الکفر ترک الصلوٰۃ."

"بندے اور کفر کے دمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے"۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑنے والے کو کافر کہہ دیا۔ اور ایک حدیث میں ہے:۔

"و من ترکھا فقد ھدم الدین۔"

''جس نے نماز چھوڑ دی اس نے دین کوڈھا دیا''۔تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا دین ختم ہو گیا۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ آجکل کے اکثر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بظاہر شکل وصورت کے اعتبار سے انہیں دیکھو تو لگتا ہی نہیں کہ یہ مسلمان ہیں۔اور ایسی باتیں عام طور سے لوگ بول بھی دیتے ہیں تو کیا ایسی باتیں بولنے والوں کو آپ گمراہ بددین مسلمانوں کو کافر بتانے والا کہیں گے؟

اگر کوئی کہے کہ لڑکے کی شادی سے ایک دن پہلے جو عورتیں اور مرد منڈھیا کھیلتے ہیں یہ ہندوانی رسم ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے سب منڈھیا کھیلنے والے مردوں عورتوں کو ہندو کہہ دیا؟

اگر کوئی کہے کہ شادیوں میں لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے نقد پیسے طے کر کے لینا، بھاری بھاری جہیزوں کا مطالبہ کرنا، جہیز کم ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کو مارنا پیٹنا، زندہ جلانا، مار مار کر مائیکے بھیجنا یہ سب غیر مسلموں کے یہاں ہوتا تھا۔تو کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایسا کرنے والے سب مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا اور انہیں غیر مسلم کہہ دیا۔؟

اگر کوئی کہے کہ ٹائی لگانا، شادیوں میں کھڑے کھڑے کھانا، داڑھی منڈانا، عیسائیوں، مجوسیوں کے طریقے ہیں۔تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ٹائی باندھنے والے، بیاہ شادیوں میں کھڑے ہو کر کھانا کھانے، کھلانے والے اور داڑھی منڈانے والے کو اس نے عیسائی کہہ دیا۔

تو میں نے اگر مزاروں پر ماتھا ٹیکنے سجدے کرنے کو مندوروں اور گرودواروں کا کام بتا دیا تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں نے ان سب مسلمانوں کو جو ایسا کرتے ہیں، پجاری یا غیر مسلم و مشرک کہہ دیا ہے۔ البتہ کچھ نام نہاد مسلمان ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو مزاروں ہی کی پرستش کرتے ہوں بلکہ ایسے لوگ یقیناً ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

''افراط وتفریط دو ہولناک گھاٹیاں ہیں۔ اس لئے اکثر مسائل میں اہل سنت دو فرقۂ متناقص کے درمیان میں رہتے ہیں۔ جیسے رافضی، ناصبی یا خارجی، مرجی، یا قدری، جبری، باطنی، ظاہری، یا وہابی، بدعتی یا اسماعیل پرست۔ گور پرست۔'' (فتاویٰ رضویہ ۲۹ر۱۲۷)

تو بتایئے اہل سنت کے مقابل جن نام نہاد اسلامی باطل فرقوں کو گنایا ہے ان میں وہابی کے مقابل بدعتی کون ہیں؟ اور اسماعیل پرست کے مقابل گور پرست (قبروں کی پرستش کرنے والے) کون ہیں؟ ہیں بھی یا نہیں یا معاذ اللہ اعلیٰ حضرت نے خواہ مخواہ لکھ دیا ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت نے انہیں ایک فرقہ شمار کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ کافی ہیں۔

تو میں نے اگر قبروں اور مزاروں پر بعض لوگوں کی بعض خلاف شرعی غیر اسلامی حرکات کے پیش نظر یہ لکھ دیا کہ وہاں غیر مسلوں کو بظاہر وہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ جو ان کے یہاں ہوتا ہے تو کون سی نئی بات لکھ دی۔ آج کل درگاہوں، مزاروں کے جو حالات عوام نے کرر کھے ہیں ایک میں ہی نہیں اکثر اہل علم اس سے بیزار ہیں۔ خود اعلیٰ حضرت اب سے سو سال پہلے کے اپنے اُس دور میں اتنے نالاں اور بے زار تھے کہ فرماتے ہیں:۔

''مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیّہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہر

گز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اسی طوفان بے تمیزی رقص ومزامیر سرود میں جو آجکل جہال نے اعراس طیبہ میں برپا کررکھا ہے، اس کی شرکت تو میں عوام رجال (مردوں) کو بھی پسند نہیں کرتا۔''

(فتاوی رضویہ۔جدید ۵۴۲/۹)

اگر اعلیٰ حضرت آج کے دور کے حالات دیکھتے تو نہ جانے کیا کیا تحریر فرماتے۔

تم لوگوں نے جو سہ ورقی فتویٰ ہمارے خلاف گمراہی اور بد دینی کا حکم عائد کر کے شائع کیا ہے۔ اور جب برصغیر میں کوئی مفتی تمہیں تائید کے لئے میسر نہ آیا۔ گھر کے لونڈوں کو مفتی بنا کر ان کی مہریں بنوا کر لگوادیں ہیں۔ اسمیں تم نے ہماری اس عبارت کا مفہوم یہ لکھا ہے کہ ''جو کچھ مندروں میں ہورہا ہے وہ سب مقربان الٰہی کے اماکن مقدسہ میں ہورہا ہے۔''

تو میں پوچھتا ہوں میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ ''وہ سب کچھ ہورہا ہے''

میں نے یہ لکھا ہے کہ غیر مسلموں کو بظاہر وہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔

تو ہونے اور دیکھنے میں بھی بڑا فرق ہے۔ اور مسلمان و غیر مسلم کی نظر اعتقاد وعقیدے میں بھی۔

اگر کوئی مسلمان تعظیماً ہی سجدہ کرے خدا کی مخلوق اور بندہ جان کر تو ہم لوگ تو یہی گمان کریں گے کہ اگرچہ یہ حرام کام ہے لیکن پرستش پوجا پاٹ اور عبادت نہیں۔ لیکن کسی غیر مسلم کا اسکو پوجا اور پرستش سمجھ لینا کیا جائے تعجب ہے؟ اور میں نے تو یہ سب ان مسلمانوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے لکھا تھا جو مزاروں کو سجدے کرتے ہیں جیسا کہ اس عبارت کے بعد خود میں نے لکھا ہے:۔

''مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہرگز مزاروں کو سجدہ نہ کریں نہ چومیں، نہ بوسہ دیں تاکہ غیر مسلم بت پرست کسی بھی حیثیت سے ہمیں اپنی طرح نہ سمجھ لیں۔''

آخر تمہیں کیوں برا لگا، تمہارے ٹولے میں کیوں کھل بلی مچ گئی؟ کہیں تم بھی انہیں سجدہ کرنے والوں میں سے تو نہیں ہو؟ واضح کرو اپنا مسلک، کھل کر آؤ سامنے۔ پھر ہم دکھائیں گے تمہیں کہ اعلیٰ حضرت نے پیروں، مزاروں کو سجدے کرنے والوں کی کیسی دھجیاں بکھیری ہیں۔

اور تم نے اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی جو عبارت پیش کی اس کا ہماری عبارت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ وہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو مزارات اولیاء پر حاضری کو ناجائز حرام کہتے ہیں۔ اور مزاروں کو بتوں کا تھان بتاتے ہیں۔ وہاں جانے والوں پر بدعتی، جہنمی کے فتوے لگاتے ہیں۔ اور ہمارا خیال یہ ہے کہ درگاہوں مزاروں پر حاضری جائز، باعث خیر و برکت، وہاں فاتحہ پڑھنا، پھول ڈالنا، انکی ارواح کو ایصالِ ثواب کرنا، انکے توسل سے اللہ سے دعا مانگنا، ان سے فیض پانا، استغاثہ، واستمداد سب جائز ہے۔ ہاں اَن پڑھ عوام کو یہ سمجھاتے ہیں کہ وہاں جاؤ تو کوئی خلاف شرع کام نہ کرو سجدے نہ کرو نہ چومو نہ چھوؤ۔ بے ضرورت چادریں نہ چڑھاؤ۔ عورتوں کو لیکر نہ جاؤ۔ تو کہاں ہم اور کہاں منکرین ومانعین جو درگاہوں مزاروں کو مٹی کا ڈھیر بتاتے ہیں۔

اور ہم نے بتوں کے تھان، اور اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ کو ایک ساتھ گنا بھی نہیں۔ کہ جیسے یہ ویسے ہی وہ جیسے یہاں جانا ویسے ہی وہاں جانا۔ معاذ اللہ کہیں ایسا لکھا ہو تو بتاؤ۔ قیامت تک نہیں بتا سکتے۔

اس فتوے میں تم نے میری جس ایک اور عبارت کو قابل اعتراض ٹھہراتے ہوئے مجھ پر گمراہی اور بددینی کا حکم لگایا ہے وہ عبارت پوری یہ ہے۔

''صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں حضرات انبیائے کرام اولیائے عظام بزرگان دین پیروں ولیوں فقیروں درویشوں سے جس کی محبت وعقیدت وارادت سچی حقیقی اور مقبول ہوتی ہے اس کو اللہ کا نام لینے اسکی عبادت اور اس کا ذکر کرنے میں مزہ آنے لگتا ہے۔ اور جس کو اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت میں مزہ نہ آتا ہو بزرگوں، پیروں، ولیوں سے اس کی محبت وعقیدت ان کی نیازیں فاتحائیں، عرس ولنگر، انکے نعرے، اور ان کے نام پر جلسے جلوس سب غیر مقبول وناپسندیدہ بلکہ گمراہی کے راستے ہیں۔ پیروں ولیوں فقیروں میں ایسا لگ جانا کہ خدائے تعالیٰ کو باکل بھول جائے یہ شیطان کی چالوں میں سے ایک چال ہے۔ پیر وولی اللہ کو بھلانے کے لئے نہیں بلکہ بھولے ہوؤں کو اللہ کی یاد دلانے، غافلوں کو ذاکر اور ناشکروں کو شاکر بنانے کے لئے ہیں۔'' (ذکر خدا ص ۱۳)

تو اس عبارت میں میرے یہ کلمات ''پیروں ولیوں میں ایسا لگ جانا کہ خدائے تعالیٰ کو بالکل بھول جائے'' ان پر آپ نے غور کیوں نہ کیا؟ اور انہیں کیوں نہ لکھا؟ چھوڑ کیوں دیا؟ میری مراد انہیں لوگوں سے ہے جو اللہ کو بالکل بھول گئے اور کیا ایسے لوگوں کی آج کمی ہے؟ بلکہ ان میں سے بہتیرے وہ تک ہیں جنہوں نے سیدھے سیدھے پیروں کو خدا مان لیا۔ کوئی کہتا ہے کہ اپنے پیر کو دیکھ لیا یہی ہماری نماز ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہم تو اپنے پیر ہی کی مانیں گے چاہے وہ بات اللہ ورسول کے فرمان کے خلاف ہو، کوئی کہتا ہے کہ قرآن میں

چالیس پارے ہیں تیس مولویوں کے پاس ہیں دس فقیروں کے پاس، جن کی مولویوں کو ہوا تک نہیں لگی۔کوئی کہتا ہے کہ نماز روزہ یہ سب مولوی لائن کی باتیں ہیں، ہم تو فقیری لائن کے آدمی ہیں ہمیں ان سے کیا مطلب۔ پیروں فقیروں کی تصویریں ان کے فوٹوں کو احترام وعزت سے رکھنا ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھنا۔یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، ان پر مالائیں ڈالنا، اگر بتیاں سلگانا۔ یہاں تک کہ انہیں سجدے کرنا۔کیا آپ کو نظر نہیں آرہا ہے؟ اور یہ تھوڑا بہت نہیں ہورہا ہے جگہ جگہ عام ہیں۔یہ سب واہیات خرافات آپ پتہ نہیں کون سی دنیا میں رہتے ہیں۔اور کیا حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی نے بزرگوں کے فوٹوں کو سجدے کرنے کو بت پرستی نہیں لکھا ہے۔اور میں نے ''الزامات کی تردید'' میں یہ سب لکھ تو دیا تھا حوالوں کے ساتھ۔

اور ان لوگوں کی بھی ایک فہرست گنا دی تھی جنہوں نے مسلمان کہلا کر بزرگوں کو خدا والوں کا درجہ دیدیا تھا۔میں نے فتاویٰ رضویہ کے وہ فتوے بھی نقل کر دیئے تھے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص حضرت علی کو خدا کہتا ہے، ایک شخص اپنے پیر کو خدا مانتا ہے، تو اعلیٰ حضرت نے ان سب کو کافر لکھا تو اعلیٰ حضرت کے زمانے میں ایسے لوگ تھے تبھی تو یہ سوال پوچھے گئے تھے۔پھر تم بار بار میری ان عبارتوں کا ذکر کیوں کرتے ہو۔اور میری مراد اور نیت کو جانے بغیر میرے اوپر یہ گمراہی اور بد دینی کے فتوے لکھ کر شائع کیوں کر رہے ہو؟ اور میرے خلاف جھوٹے پروپگنڈے کیوں کرتے ہو؟ کیا اعلیٰ حضرت نے جن گمراہ فرقوں میں وہابی کے مقابلے بدعتی اور اسماعیل پرست کے مقابلے میں گور پرست کا ذکر کیا تو ان بدعتیوں

اور گور پرستوں کا رد ضروری نہیں؟ کیا اعلیٰ حضرت نے صرف وہابیوں کا رد کیا؟ بدعات و منکرات وفسق وفجور ہر افراط تفریط ہر گمراہی اور بدمذہبی کا رد نہیں کیا ہے؟ کیا تم نے اعلیٰ حضرت کا رسالہ " **الزبدة الزكيه لحرمة سجود التحيه**"، نہیں پڑھا ہے؟ انکے رسائل میں ہے(**هادى الناس فى رسوم الاعراس، مقال عرفاء بااعزاز شرع وعلماء اعالى، الافاده فى تعزيه الهند والشهادة**)

مسائل سماع وغیرہ سے تم ناواقف ہو، یا قصداً آنکھیں بند کر لی ہیں؟

کیا تمہاری نظر سے ان کی " **العطايا القدير فى حكم التصوير**"، نہ گذری۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد جس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں:۔

''اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے۔ دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یونہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکاً رکھ دی گئیں۔ اوران سے لذت عبادت کی تائید سمجھی۔ شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں۔'' (فتاوی رضویہ ۲۴/۵۷)

کیا اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے یہ صاف نہیں ہو جاتا کہ بزرگوں کی محبت بھی کبھی بت پرستی بن سکتی ہے۔ اور محبوب ہی معبود ہو جاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت نے احمد آباد شہر سے آنے والے جس سوال کے جواب میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ جب کہ وہاں بغداد شریف کے سجادہ نشین کی تصویریں بانٹی اور بیچی جا رہی تھیں۔ تو یہ سب مسلمان ہی تو تھے جن کی روش کو اعلیٰ حضرت نے بت پرستی کا راستہ بتایا اور میری نظر میں یہ سب عموماً انہیں لوگوں میں پایا جاتا ہے جو کبھی نماز اور عبادت کے قریب نہیں۔ اور درگاہوں کی حاضری قضا نہیں ہونے دیتے۔

اللہ کے ذکر و شکر کی جنہیں کبھی فرصت نہیں۔ اور پیروں کی خدمت میں تقصیر نہیں کرتے۔

اور میں نے ''گمراہی کے راستے'' لکھا ہے گمراہی نہیں۔ یعنی یہ طریقہ گمراہی کا راستہ ہے۔ اس پر چلنے والا گمراہی تک پہونچ سکتا ہے۔ میں نے گمراہ نہیں کہا کہ وہ گمراہ ہے۔ ہاں ان میں جو بالکل خدا کو بھول گئے، پیر پرست، گور پرست، تصویر پرست ہو گئے ان کی بد دینی گمراہی میں شبہ نہیں۔ اور گمراہی کا لفظ امر مکروہ تک کیلئے بولا جا سکتا ہے۔ ''الزامات کی تردید'' میں میں نے یہ سب واضح کر دیا ہے۔

اور بتایئے کیا اعلیٰ حضرت کا یہ شعر آپ کی نظر سے نہیں گزرا۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

اس شعر میں اعلیٰ حضرت یہی تو بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت آدم کو فرشتوں نے اور حضرت یوسف کو ان کے والدین اور بھائیوں نے تعظیماً سجدہ کیا۔ لیکن ہماری شریعت میں جب صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو سجدہ کرنے کی اجازت آپ سے چاہی تو آپ نے منع فرمادیا۔ کیوں کہ ہماری شریعت کا داب سد ذرائع ہے۔ یعنی ان وسائل و ذرائع اور کاموں سے بھی روکا گیا ہے۔ جن سے گمراہی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، خطرہ ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سجدہ کرنا، کسی کے لئے ماتھا لگانا، اگر چہ مطلقاً کفر نہیں لیکن اس میں اہل کفر سے بظاہر مشابہت ضرور ہے۔ اسی لئے حرام کہا گیا ہے اور جو لوگ بزرگوں سے محبت کے دعویدار اور ان کا نام خوب لینے والے ہیں لیکن ان کے جیسے کام نہیں کرتے اور کرنے کی سوچتے بھی

نہیں۔نمازاورذکروشکروتلاوت سے بالکل دوراور بزرگوں کی محبت میں چور۔نیاز وفاتحہ عر
س کر کے بڑے مسرور۔توان کی یہ روش ناپسندیدہ غیرمقبول اوراس کا حاصل گمراہی ہوسکتا
ہے۔میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ وہ گمراہ ہیں، میں نے انہیں نیاز وفاتحہ عرس ولنگر سے منع بھی
نہیں کیا۔تنبیہ وتوبیخ،ڈرانااوردھمکانا ہے۔تاکہ وہ نماز وعبادت ذکروشکروتلاوت کے عادی
بنیں۔اوران کے ساتھ نیاز وفاتحہ عرس ولنگر جلسے جلوس والے بنیں۔آج سنی عوام کا حال یہ
ہے کہ مسجدوں میں آنے والے نمازِ باجماعت کے پابند اکثر جگہ ایک فیصد بھی نہیں اور
عرسوں ومزاروں درگاہوں نیازوں فاتحاؤں والےتقریباًصد فیصد۔

تو کیا اس روش کو بدلنے کی ضرورت نہیں اوراس میں سنیت کا نقصان نہیں ہے؟
میں نے اپنی متعدد کتابوں خاصکر''الزامات کی تردید'' میں اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر علمائے
اہل سنت کی کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت بھی کردیا کہ جس کے فرائض پورے نہ ہوں اس
کا کوئی نفل قبول نہیں۔اور نیاز وفاتحہ عرس ومیلاد وغیرہ نوافل ہی تو ہیں۔اعلیٰ حضرت کا یہ
فرمان ایک بار ملاحظہ فرمایئے:۔

''جوفرض چھوڑ کرنفل میں مشغول ہو حدیث میں اس کی سخت برائی آئی اور اسکا وہ
نیک کام مردود قرار پایا'' (فتاویٰ رضویہ،۲۳/۶۴۸)

واعظین ومصلحین، زجروتوبیخ،ترغیب وترہیب کرنے والوں کے لہجے میں کبھی سختی اور
شدت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔آیت واحادیث،اقوال ائمہ وبزرگانِ دین میں ایسے امور بکثرت
پائے جاتے ہیں جن کے ظاہر معنی میں تاویل کرنا پڑتی ہے لیکن تہدید وترہیب کے طور پرلوگوں کو

ڈرانے دھمکانے کے لئے ہی وہ باتیں کہی گئیں۔تو ہوسکتا ہے کہ میری تحریر کے انداز اور لہجے میں کوئی نامناسب یا سخت لفظ آ گیا ہوتو میں اپنی جماعت کے ذمہ دار علماء کے مشورے قبول کرنے کو تیار ہوں۔اپنی کتابوں میں یہ لکھ بھی دیا ہے اور مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں جا کر یہ کہہ بھی دیا ہے۔متعدد علماء اہل سنت کی موجودگی میں ایک نشست میں بھی میں نے یہی کہا تھا۔

لیکن شرپسندوں،فتنہ پروروں جنہوں نے کسی ذمہ دار سنی عالم کو نہ چھوڑا ہو۔جو سنیت کے تاجدار ہیں،شریعت کے تاج ہیں۔ان تک کو اب جو نشانہ بنانے لگے ہوں۔جو اپنے چند حلقہ بگوشوں کے علاوہ کسی کو سنی نہ سمجھتے ہوں ان کی کوئی تنقید و تبصرہ،مشورہ وفتویٰ ہمارے لئے قابل التفات نہیں۔وہ خود اپنی اصلاح کی طرف دھیان دیں،خدا سے ڈریں،اس کے رسول سے شرم کریں،موت وقبر کو دور نہ جانیں،آج مرے کل دوسرا دن۔ابھی وقت ہے آنکھیں کھولیں،ہوش کی پیئیں۔

اعلیٰ حضرت نے تو مذبذب (پلپلے،ڈھل مل) لوگوں کے لئے بھی فرمایا کہ ان سے نرمی برتی جائے۔اور جیسا کہ الملفوظ میں ہے اچھے خاصے سچے پکے متصلب سنیوں کو وہابی بد مذہب صلح کلی کہنا جن کا دھندہ بن گیا ہو۔اُن کی تحریروں وتقریروں،فتووں،دستخطوں اور مہروں کا کیا اعتبار اور کیا وزن۔اعلیٰ حضرت کے الفاظ یہ ہیں ''دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے۔اگر اسی شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی۔جنکے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی کرو کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداء نرمی کی گئی تھی۔(الملفوظ۔۱/۴۱)

ذرا گن کر بتایئے کہ تمہاری نظر میں ہندو پاک میں مشہور علمائے اہلسنت کے نام کیا

ہیں۔ جو تمہاری نظر میں سنی ہیں۔ ابھی تمہارا بھرم کھلا جاتا ہے۔ اور حضور کا فرمان "من شذ شذ في النار۔" (جو دنیا میں سب سے الگ وہ جہنم میں بھی سب سے الگ) کہیں تم پر صادق نہ آجائے۔ کاش تم خدا سے ڈرتے، اس کے نبی سے شرم رکھتے، ٹھنڈے دل سے تنہائی میں سوچتے، ضد اور ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ کر موت و آخرت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود ہی غور کر لیتے۔ دیکھو اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ، کسی نے سوال کیا:۔

"کوئی شخص کسی عالم یا حافظ کو بلا وجہ بدنام کرے اور آپ لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے اوپر عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا، الخ۔"

جواب میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

"سخت حرام سخت گناہ ہے، عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے، محمد رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے۔ اس کی تحقیر معاذ اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی موجبِ لعنتِ الٰہی و عذاب الیم ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ۶۴۸/۲۳)

اسکے بعد اعلیٰ حضرت نے وہ حدیثِ پاک نقل فرمائی جس کا مفہوم ہے:۔

"تین لوگ ہیں جن کے حق کو جو ہلکا جانے وہ منافق ہے۔ اسلامی بوڑھے، صاحب علم اور عادل بادشاہِ اسلام۔

اور یہ جو تم اپنے عرس کے اسٹیج سے تقریروں کے ذریعہ اور کبھی فتوں کے ذریعہ کبھی کسی کے اور کبھی کسی کے بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہو۔ ان کو جلسے اور جلوسوں میں روکنے کے

لئے کہتے ہو۔تو ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے کہنے سے کبھی کسی کا بائیکاٹ ہوا ہے۔ بلکہ ایسا لگ رہا ہے کہ اب تمہارا ہی بائیکاٹ ہوتا جا رہا ہے۔" **ولاکن لا تشعرون**"۔

میرا کوئی کتنا ہی مخالف و دشمن ہو لیکن میں اس کو صحیح مشورہ دیتا ہوں۔تم سے بھی گزارش ہے کہ اپنی حالتِ زار پر رحم کرو۔اپنی آنے والی نسلوں کے لئے خراب بیج بو کر نا جاؤ مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے دھارے میں آجاؤ۔سب سنی علماء کا احترام کرو۔ کسی کی شان میں گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آؤ۔اور جو کر چکے ہو۔اس سے معافی کے طلبگار ہو جاؤ۔بہت دن ہو گئے تمہیں علماء کی شان میں بے ادبیاں کرتے ہوئے۔

"**ولا یزیدا الظالمین الا خسارا**"۔

اور ہدایت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔بیشک وہ پرودگار بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ وہ رب کریم اپنے حبیب کے صدقے میں میری اور تمہاری سب کی،خطاؤں گناہوں لغزشوں کو معاف فرمائے۔جو بھٹکا ہوا ہو اس کو راہ یاب فرمائے۔اور جو حق پر ہو اس کی تائید وتوثیق فرمائے۔اور بیشک توفیق وتقویت اسی کی طرف سے ہے۔ہمیں تمہیں سب کو اسکے سامنے آنا ہی ہے۔خدائے پاک ہر سنی مسلمان کو اس دن کی شرمساری سے بچائے۔آمین۔

والحمد لله رب العالمين - والصلوٰة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین- وعلی آله واصحابه اجمعین- برحمتك یا ارحم الراحمین-

تطہیر احمد رضوی،دھونرہ،بریلی شریف

اہل علم وفضل سے گزارش

آپسی فروعی اختلافات کو عوام کے سامنے نہ لایا جائے۔ اس قسم کے اختلافات کو مل جل کر بیٹھ کر یا خط وکتابت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اپنی خداداد طاقت وعوامی مقبولیت ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے استعمال نہ کی جائے۔ یہ سب اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں وہ جب چاہے لے بھی سکتا ہے اور بے شک علم والے وہی ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

سنی عوام سے اپیل

علمائے اہل سنت اہل حق کے درمیان جو اختلافات ہو جاتے ہیں ان کا ذکر نہ کریں، ان میں دل چسپی نہ لیں۔ جہاں اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں وہاں نہ بیٹھیں۔ اپنا وقت اور دھیان اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے ذکر وشکر اس کے قرآن کی تلاوت، اس کے پیارے نبی پر درود شریف پڑھنے میں لگائیں۔ روزی روٹی کمانے اور اپنے کام دھندوں میں رہیں غیر ضروری بحث ومباحثے میں دل چسپی رکھنے والے عبادت کی لذت، تلاوت سے محروم اور اللہ کی یاد سے غافل رہتے ہیں۔ جو انسان کے دنیا میں آنے اور اس کی زندگی کا سب سے اہم مقصد ہے۔

Islami Kutubkhana

Raza Market, Dhounra, Distt. Bareilly, U.P.-243204

Ph.: 0581-2623043, Mob.: 9319295813